* حوالہ جات *

(۱) سورہ الطلاق آیت ۵- (۲) سورہ النساء آیت ۳۴- (۳) صحیح البخاری: ۱۳۶/۵، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط کسریٰ کے نام، نیز دیکھئے کتاب المغازی کتاب الفتن۔ (۴) سورہ البقرہ، آیت ۲۸۲- (۵) المغنی لابن قدامہ: ۳۸/۱۱- المھذب للشیرازی: ۲۹۲/۲- (۶) صحیح البخاری: ۱۰۴/۸، کتاب الاحکام۔ المعجم الصغیر للطبرانی: ۱۶۱- (۷) شرح منتہی الارادات: ۴۵۶/۳- الاحکام للقرانی: ۲۹، ۳۰-

"مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں"

(مجموعہ خطبات و مقالات)

از : مولانا زاہد الراشدی

صفحات : ۸۰

قیمت : بیرونی ممالک: ڈیڑھ برطانوی پونڈ

اندرون ملک: ۲۰ روپے

ملنے کے پتے: (۱) الشریعہ اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد (پوسٹ بکس ۳۳۱)، گوجرانوالہ۔ پاکستان۔

Khatm-e-Nubuwwat Centre, (۲)

35 stock well green, London, (s.w.9) U.K

مولانا محمد فیاض خان سواتی

عید الاضحیٰ اور قربانی

ذوالحجہ کے مہینہ میں مسلمانوں کے لئے حج اور قربانی کی دو بڑی با برکت خوشیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ حج اور قربانی دونوں عبادتیں اللہ تعالی کے ساتھ اپنا تعلق پختہ کرنے کا بڑا موثر ذریعہ ہیں اور ساری دنیا کے مسلمان اپنے اپنے حصہ کے مطابق ان کی برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت

اس مہینہ کے 'بالخصوص' پہلے دس دنوں کی بڑی فضیلت قرآن و حدیث میں آئی ہے:

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات۔

"اور معلوم دنوں میں وہ اللہ کا ذکر کریں" (سورہ حج)

معلوم دنوں سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ (بخاری و ابن کثیر)۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالو یا رسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ و مالہ فلم یرجع من ذالک بشئی۔ (رواہ البخاری)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بقرعید کے دس دنوں میں جس قدر نیک عمل اللہ کو محبوب ہے اس سے زیادہ کسی زمانے میں بھی محبوب نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان دنوں کی عبادت سے افضل نہیں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی ان ایام کی عبادت سے افضل نہیں۔ مگر یہ کوئی شخص اپنی جان و مال لیکر نکلے اور ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ لوٹے۔"

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیھا من عشرۃ ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر اللہ کو ذوالحجہ

کے پہلے دس دنوں کی عبادت پسند ہے' اتنی کسی اور زمانے کی نہیں۔ ان دس دنوں میں روزہ رکھنے سے ایک روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ملتا ہے اور ان دنوں کی راتوں میں قیام کرنے سے شب قدر میں قیام کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے"۔

مفسرین و محدثین کرام فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ ان میں یوم عرفہ بھی ہے۔

"حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کی نویں تاریخ کے روزہ کے بارہ میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے اور فرمایا کہ محرم کی دسویں تاریخ کے روزہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے " (مسلم شریف)

۱۰ ذوالحجہ کو مسلمان عید الاضحیٰ بھی مناتے ہیں۔ عید کے دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ ان دنوں میں کھائیں پئیں' اللہ کا شکر ادا کریں' روزہ نہ رکھیں۔ ۱۰' ۱۱' ۱۲' ۱۳ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔ جیسا کہ عیدالفطر کے دن بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔ آجکل عوام الناس نے کھانے پینے کو تو یاد رکھا ہے لیکن اللہ کا ذکر' جو عید کی روح ہے' اس سے غافل رہتے ہیں۔ افسوس کہ اس زمانہ کے اکثر مسلمان ذکر کی طرف تو کیا متوجہ ہوتے' عید کے دن خوب اچھی طرح گناہ کرتے ہیں۔ اس دن سینما دیکھنا تو بہت سے لوگوں نے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے۔ عید کی خوشی کو سینما بینی کے ناپاک عمل سے مٹی میں ملا دیتے ہیں۔ کیونکہ گناہ میں کوئی خوشی نہیں۔ اللہ کو ناراض کرنے والی چیز کیسے باعث خوشی ہو سکتی ہے؟ عید کے روز شراب نوشی' جوا بازی اور حرام کاری کثرت سے کی جاتی ہے۔ جو عید سراپا اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنے کے لئے تھی اسے گناہوں میں ملوث کر دیا تو عید کہاں رہی۔ عید تو اللہ کی رضا پر خوشی کا اظہار ہے۔ اس دن کا ہر کام خصوصیت کے ساتھ اچھا اور نیک ہونا چاہئے۔

مسئلہ۔ ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو ناخن اور بال نہ کاٹے۔ (مسلم شریف)۔ یہ حکم مستحب ہے۔

مسئلہ۔ بقرعید کے ایام میں تکبیر تشریق مشروع ہے یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھیں: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ مرد زور سے پڑھیں' عورتیں آہستہ پڑھیں۔ نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرہویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔ جماعت کا سلام پھیر کر فوراً" تکبیر تشریق پڑھیں' بعد میں دعا مانگیں۔ اگر امام تکبیر

پڑھنا بھول جائے تب بھی مقتدی پڑھنے لگیں۔
مسئلہ۔ نماز عید کے لئے عید گاہ کو جاتے ہوئے اور واپسی پر تکبیر بلند آواز سے ساتھ کہتا جائے۔ عید گاہ میں جانے کے لئے ایک راستہ سے جائے اور واپسی پر دوسرے راستہ سے لوٹے۔ عید گاہ میں اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے اور خطبہ سنے۔ عید کے لیے اپنی طاقت کے مطابق بہترین لباس پہنے، خوشبو کا استعمال کرے، غسل کرے اور مسواک کرے۔ نماز عید سے پہلے نہ کچھ کھانا نہ کچھ پینا مستحب ہے یعنی ثواب کا کام ہے، لیکن اگر کوئی آدمی کھا پی کر نماز کو جائے تو بھی گناہ نہیں ہے۔

قربانی

انہی ایام میں مسلمانوں کے لئے قربانی کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ مشروع ہوا ہے۔ قربانی دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جو ہمارے دین میں قیامت تک کے لئے لازم کردی گئی ہے۔ حضرات ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کردیں۔ قرآن مجید میں ہے:

فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذاتری؟ قال یا بت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

"پھر جب وہ (فرزند اسماعیل علیہ السلام) اسکے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو کہا (ابراہیم علیہ السلام نے): اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے۔ (فرزند نے) کہا: اے میرے باپ جس کا آپ کو حکم ہوتا ہے وہ آپ کر ڈالیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے"۔ (سورہ الصافات: ۱۰۲)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایمانی قوت اور ایمانی عظمت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو حکم الٰہی کے ماتحت ذبح کرنے پر مکمل آمادہ ہو گئے۔
یہ واقعہ وادی منیٰ میں مروہ کے قریب پیش آیا۔ بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ منحر کا واقعہ ہے، جہاں آج کل قربانی ذبح کی جاتی ہے (قرطبی)۔ ایک مینڈھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے کر آیا تاکہ وہ بیٹے کے بجائے اس کی قربانی کریں۔ جب پٹی باندھ کر زور سے چھری چلائی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بیٹے کو سرکا دیا اور ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا۔ (موضح القرآن)۔ اس وقت سے قیامت کے آنے تک یہ سنت ابراہیمی جاری ہے اور جاری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانی کا جانور ذبح کردینے سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ اس کا گوشت پوست اللہ کے ہاں نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی

حاجت نہیں ہے۔ اس کے ہاں اخلاص اور نیک نیتی پر ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم کذالک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھداکم وبشر المحسنین۔

"اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون' لیکن اس کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے زیر حکم کر دیا تاکہ تم اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تم کو (اس طرح قربانی کی) توفیق دی' اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔" (سورہ الحج:۳۷)

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

"(اے محمد!) آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے" (سورہ الانعام:۱۶۳)

فصل لربک وانحر

"پس آپ اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں" (سورہ کوثر:۲)۔

افسوس کہ ہمارے اس پرفتن دور میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ قربانی کا بھی انکار کیا جاتا ہے' جیسا کہ منکر حدیث غلام احمد پرویز نے اپنی کتاب قرآنی فیصلے ص ۵۷ پر لکھا ہے: "ذرا حساب لگائیے کہ اس رسم قربانی کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ضائع ہوتا ہے۔"

جس روپیہ کو حضور ﷺ نے خرچ کیا' جملہ امت نے خرچ کیا اور حضور ﷺ نے اس پر خرچ کرنے کا حکم دیا اگر وہ روپیہ ضائع ہے تو یہ صرف کوڑھ مغزی اور بد فہمی ہے۔ ایسے منکرین حدیث امت مسلمہ کو اس سنت ابراہیمی سے دور کرنے کے مکروہ دہندے میں ملوث ہیں اور اپنے ناپاک عزائم سے امت میں انتشار و افتراق کا باعث ہیں۔

قربانی کے فضائل

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال اصحاب رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ماھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام قالو افمالنا فیھا یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالو فالصوف یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابہ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے جاری ہوا ہے اور یہ ان کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا: ہر

بال کے بدلے ایک نیکی۔ عرض کیا: اون والے جانور (یعنی بھیڑ' دنبہ کے ذبح پر) کیا ملتا ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔"

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ ﷺ ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلا فھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا۔" (راوہ الترمذی و ابن ماجہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بقر عید کی دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قیامت کے دن قربانی والا اپنے جانور کے بالوں اور سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثواب عظیم ملنے کا ذریعہ بنیں گی)۔ نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کے نزدیک درجہ قبولیت پا لیتا ہے' لہٰذا تم لوگ خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو"۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من وجد سعۃ لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا۔ (کذا فی الترغیب والترہیب)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عید گاہ میں حاضر نہ ہو"۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما انفقت الورق فی شئی احب الی اللہ من نحر ینحر فی یوم عید۔ (راوہ الطبرانی)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کے لیے پیسے خرچ کرنا اللہ تعالی کے ہاں اور چیزوں میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے"۔

عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال یا فاطمۃ قومی فاشھدی اضحیتک فان لک باول قطرۃ تقطر من دمھا مغفرۃ لکل ذنب اما انہ یجاء بدمھا ولحمھا فیوضع فی میزانک سبعین ضعفا" فقال ابو سعید یا رسول اللہ ھذا لال محمد خاصۃ فانھم اھل لما خصوا بہ من الخیر او لال محمد وللمسلمین عامۃ؟ فقال لال محمد خاصۃ وللمسلمین عامۃ۔ (الترغیب والترہیب)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ جاؤ اپنی قربانی پر حاضری دو کیونکہ اس کے خون سے جونہی پہلا قطرہ گرے گا' تمھارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے' نیز وہ جانور اپنے خون اور گوشت سمیت لایا جائے گا اور پھر اس سے ستر گنا زیادہ ثواب تمھارے میزان میں رکھا جائے گا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا یہ آل محمد ﷺ کے

ساتھ خاص ہے، کیونکہ وہ اس کار خیر کے زیادہ مستحق ہیں، یا آل محمد ﷺ اور تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آل محمد ﷺ کے لیے تو بطور خاص ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی عام ہے "۔

قربانی کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی کی اور جس وقت ان کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فرمایا: انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض علی ملة ابراہیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللھم منک ولک عن (اس کے آگے قربانی والا اپنا نام لے یعنی فلاں کی طرف سے ہے)۔ (ابن ماجہ باب اضاحی رسول اللہ ﷺ)۔ اور ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے۔

قربانی کے احکام

مسئلہ۔ قربانی کرنے کے ایام صرف تین ہیں:

عن سلمة بن اکوع قال قال النبی ﷺ من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثة و بقی فی بیتہ منہ شئی۔ (بخاری شریف ج ۲، ص ۸۳۵ و مسلم ج ۲، ص ۱۵۹)

"حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص قربانی کرے پس تیسری رات کے بعد اس حال میں صبح نہ کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو۔"

مالک عن نافع ان عبداللہ بن عمر قال الاضحی یو مان بعد یوم الاضحی (موطا امام مالک: ص ۴۹۷)

"حضرت امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دو دن ہیں دس ذوالحجہ کے بعد "۔

مالک انہ بلغہ عن علی بن ابی طالب مثل ذالک (موطا امام مالک: ص ۴۹۷)

"حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی صرف تین دن قربانی کرنے کی روایت پہنچی ہے "۔

حدثنی ابو مریم سمعت اباھریرۃ یقول الاضحی ثلثة ایام (محلی ابن حزم ج ۷، ص ۳۷۷)

"ابو مریم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ قربانی تین دن ہے "۔

چار دن قربانی کرنے کے متعلق کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ صحیح ابن حبان ج ۷، ص ۶۲ کی جس روایت سے اس بات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ چار دن قربانی کی جاسکتی ہے، اس روایت پر محدثین نے بہت جرح کی اور اسے بعض نے منقطع بھی کہا ہے۔

مسئلہ۔ بقرعید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، چاہے دن میں کرے چاہے رات کو۔ لیکن اگر خوب زیادہ روشنی کا انتظام نہ ہو تو رات کو نہ کرنا بہتر ہے، شاید کوئی رگ کٹنے سے رہ جائے۔

مسئلہ۔ بقرعید کے دن نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دوبارہ قربانی کرے۔ (ابن ماجہ)۔ ہاں اگر کسی کا قیام کسی ایسے دیہات میں ہے جہاں نماز عید شرعاً" واجب نہیں اور وہاں نماز عید نہیں پڑھی جاتی تو یہ لوگ بقرعید کے دن صبح صادق کے بعد ہی سے قربانی کا جانور ذبح کرسکتے ہیں۔

مسئلہ۔ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)۔ تاہم دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے۔ اگر دوسرے سے ذبح کرائے تو بہتر ہے کہ خود وہاں موجود ہو۔ لیکن اگر عورت ہو تو پردہ کے اہتمام کے ساتھ کہیں کھڑی ہو جائے۔

مسئلہ۔ قربانی کے دنوں میں جانور کی قربانی ہی کرنا لازم ہے۔ اگر جانور کو زندہ صدقہ کردیا تو قربانی ادا نہیں ہوگی۔ ہاں اگر قربانی کے دنوں میں کوئی شخص ذبح نہ کرسکا، مثلاً" جانور نہ ملا یا کوئی اور بات پیش آگئی تو تین دن گزر جانے کے بعد اگر جانور موجود ہے تو اس کو صدقہ کردے ورنہ کسی محتاج کو قیمت دیدے۔

مسئلہ۔ قربانی کے جانور کے تھنوں میں اگر دودھ اتر آئے اور ابھی ذبح کا وقت نہ آیا ہو تو تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیں تاکہ دودھ اترنا رک جائے۔ اور اگر دودھ نکال لیا تو اس کو صدقہ کردیں۔ اسی طرح ذبح سے پہلے اگر اون کاٹ لی تو اس کو بھی صدقہ کردیں۔ البتہ اگر ذبح کے بعد اون کاٹی یا دودھ نکالا تو اس کو اپنے کام میں لاسکتے ہیں۔ اگر قربانی کی نذر کی ہو تو اگرچہ ذبح کے بعد دودھ نکالا ہو یا اون کاٹی ہو تب بھی دونوں چیزیں صدقہ کردیں۔

مسئلہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے ہر اونٹ کا ایک ٹکڑا گوشت کا منگوایا پھر ان سب کو ایک ہنڈیا میں پکانے کا حکم دیا پھر اس کا گوشت سب لوگوں نے کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ (ابن ماجہ)۔

قربانی کنندگان کے مسائل

مسئلہ۔ جس مسلمان مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی مالیت کا مال و

اسباب ہو، اس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہے اور اس کے ترک سے گناہ ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی دونوں نصاب کے مالک ہوں تو دونوں پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہے۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کی طرح اس مالیت پر سال کا گذرنا ضروری نہیں ہے۔

تنبیہہ۔ بعض بے علم لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ مثلاً خاوند بیوی سے کہتا ہے کہ اس دفعہ تو قربانی دیدے، آئندہ سال میں دیدونگا یا باپ بیٹے کو یا بیٹا باپ کو یوں کہہ کر اپنے ذمہ سے قربانی کو ٹالتے ہیں۔ یہ وارے بندی قطعاً درست نہیں ہے۔ اگر باپ بیٹا دونوں دولتمند ہیں تو دونوں پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح خاوند بیوی دونوں دولتمند ہیں تو دونوں پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔ ان میں سے جو ادا نہ کرے گا وہ اللہ کے ہاں سزا کا مستحق ہو گا۔

مسئلہ۔ مسافروں پر قربانی واجب نہیں، لیکن اگر مسافر قربانی کے دنوں میں کسی وقت بھی وطن آجائے یا پندرہ دن کی نیت کر کے کہیں مقیم ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی بشرطیکہ مالی اعتبار سے اسپر وجوب ہوتا ہو۔

مسئلہ۔ جس شخص پر قربانی واجب ہو، اس پر صرف اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے، اپنی اولاد یا بیوی یا والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ البتہ مالیت کے اعتبار سے ان لوگوں پر الگ الگ قربانی واجب ہوتی ہو تو پھر ہر شخص اپنی اپنی طرف سے قربانی کرے۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی، یعنی اس کے پاس اتنا مال نہ تھا جس پر قربانی واجب ہوتی ہے، لیکن اس نے جانور خرید لیا تو اب اس پر قربانی واجب ہو گئی ہے۔

مسئلہ۔ مرتد، زندیق، قادیانی اور ملحد کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان سے قربانی یا کسی اور موقع پر جانور کو ذبح کرانا بالکل ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ ایک دولت مند نے قربانی کے لیے جانور خریدا اور وہ گم ہو گیا اور اس نے دوسرا خریدا۔ خریدنے کے بعد پہلا بھی مل گیا تو اسے اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے ذبح کرے۔ لیکن اگر کسی غریب آدمی نے پہلا جانور گم ہونے کے بعد دوسرا خریدا اور پھر پہلا بھی مل گیا تو اس کو دونوں جانور ذبح کرنے پڑیں گے۔

مسئلہ۔ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو دولت مند آدمی اسکے بدلے دوسرا جانور خریدے اور قربانی دے لیکن غریب آدمی دوسرا جانور نہ خریدے، وہی جانور ذبح کر کے قربانی ادا کر دے۔

قربانی میں شرکت

عن جابر قال نحرنا بالحدیبیۃ مع النبی ﷺ عن سبعۃ والبقرۃ عن سبعۃ۔ (ابن ماجہ باب

عن کم تجزی البدنہ والبقرۃ)

"جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔"

مسئلہ۔ ایک بکرا یا بکری یا مینڈھا یا دنبہ ایک شخص کی طرف سے کافی ہے' جبکہ ان کی عمر ایک سال ہو۔ گائے اور بھینس' نر ہو یا مادہ' اس میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں' جبکہ انکی عمر کم از کم دو سال ہو۔ اونٹ اور اونٹنی میں بھی صرف سات ہی حصے ہو سکتے ہیں' لیکن انکی عمر پانچ سال سے کم نہ ہو۔

مسئلہ۔ قربانی کا گوشت تمام حصہ داروں میں بالکل برابر تول کر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ۔ چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی کے اور کچھ عقیقہ کے ہوں تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۔ اگر چھ آدمیوں نے قربانی کی نیت سے جانور کا حصہ لیا اور ایک شخص نے ایک حصہ صرف گوشت کھانے کی نیت سے لے لیا تو کسی کی بھی قربانی نہ ہو گی۔ اگر قربانی کی گائے میں کسی مرتد' قادیانی' بددین کو شریک کر لیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہو گی۔

مسئلہ۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو' تب بھی کسی کی قربانی نہ ہو گی۔ نہ اس کی جس کا پورا ساتواں حصہ ہے اور نہ اس کی جس کا ساتویں حصہ سے کم ہے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

عن علی رضی اللہ عنہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلۃ ولا مدابرۃ ولا شرقاء ولا خرقاء۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ' کان' خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔"

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعا" العرجاء البین ظلعھا والعوراء البین عورھا والمریضۃ البین مرضھا والعجفاء التی لاتنقی۔ (راوہ مالک و احمد و الترمذی)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے ساتھ) چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو' لنگڑا جانور جسکا لنگڑا پن ظاہر ہو' کانا

جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو' ایسا جانور جسکا مرض ظاہر ہو' ایسا دبلا مریل جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا' نہ رہا ہو۔"

مسئلہ۔ خصی جانور کی قربانی درست ہے کیونکہ اس کے گوشت میں کوئی خرابی نہیں آتی بلکہ اس کا گوشت اچھا اور عمدہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی فرمائی ہے۔

مسئلہ۔ جس جانور کے پیٹ میں بچہ ہو' اس کی قربانی کرنا ناپسندیدہ ہے۔ لیکن اگر ذبح کر دیا تو قربانی ہو جائے گی۔ اگر بچہ زندہ نکل آئے تو اسے بھی ذبح کر دیں۔ قربانی کے جانور کی رسی یا جھل اور زنجیر بھی فی سبیل اللہ دے دینی چاہیے۔

مسئلہ۔ اگر کسی جانور کے پیدائش کے وقت سے ہی سینگ نہیں' لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کے لئے لازم ہے' تو اس کی قربانی درست ہے۔ اگر سینگ نکل آئے تھے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں اور اندر کی مینگ بھی ختم ہو گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ۔ جو جانور بالکل اندھا ہو یا بالکل کانا ہو اس کی آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو یا دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اتنا دبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ باقی رہا ہو' اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر جانور معمولی دبلا ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔

مسئلہ۔ جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا' یعنی چلنے میں اس سے سہارا نہیں لیتا' تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر چاروں پایوں سے چلتا ہے' لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ۔ جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں' اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر کچھ گر گئے اور زیادہ دانت باقی رہ گئے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر دونوں کان صحیح سالم ہیں' لیکن ذرا چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ۔ بکرا' بکری' بھیڑ' دنبہ' گائے' بھینس' بھینسا' اونٹ اور اونٹنی کی قربانی درست ہے۔ ان کے علاوہ کسی جانور کی قربانی درست نہیں ہے' خواہ قیمت میں زیادہ ہوں اور خواہ ان جانوروں کا گوشت بڑھیا ہو جیسے ہرن وغیرہ۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذ بحوالا مسنتہ الا ان یعسر علیکم فتذ بحوا

جذعتہ من الضان (مسلم مترجم جلد ۵ ص ۲۱۶ از علامہ وحید الزمان)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صرف یک سالہ جانور کی قربانی کرو' جو دوسرے سال میں لگا ہو۔ البتہ اگر ایسا جانور نہ ملے تو چھ ماہ کا دنبہ' جو ساتویں ماہ میں لگا ہو' قربان کر دو۔"

مسئلہ۔ بکری' بکرا' دنبہ اور بھیڑ کی عمر ایک سال' گائے اور بیل کی دو سال اور اونٹ کی عمر پانچ سال ہونی چاہئے۔

قربانی کے گوشت اور کھال کا مصرف

عن عمرۃ بنت عبدالرحمن قالت سمعت عائشۃ رضی اللہ عنھا تقول دف ناس من اھل البادیۃ حضرۃ الاضحی فی زمان رسول اللہ ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ ادخروا الثلث و تصدقوا بما بقی قالت فلما کان بعد ذالک قیل لرسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ لقد کان الناس ینتفعون من ضحایا ھم ویجملون منھا الودک ویتخذون منھا الا سقیۃ فقال رسول اللہ فما ذاک او کما قال قالوا یارسول اللہ انما نھیتکم من اجل الدافۃ التی دفت علیکم فکلوا و تصدقوا واد خروا

(ابوداؤد شریف ص ۳۸۸ طبع نور محمد کراچی)

"حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن بیان فرماتی ہیں (جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی شاگرد ہیں) کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے سنا کہ ایک مرتبہ دیہات کے رہنے والے کچھ لوگ حضور ﷺ کے زمانے میں بقر عید کے موقع پر مدینہ منورہ میں چلے آئے۔ حضور ﷺ نے قربانی کرنے والوں کو حکم فرمایا کہ (اپنی قربانیوں کا گوشت) صرف تین دن تک بطور ذخیرہ رکھ سکتے ہو اور جو بچے اس کو صدقہ کر دو۔ پھر اس کے بعد (آئندہ سال) عیدالاضحیٰ کا موقعہ آیا تو عرض کیا یا رسول اللہ اس سے پہلے لوگ اپنی قربانیوں سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرتے تھے' انکی چربی پگھلا کر کام میں لانے کے لئے رکھ لیتے تھے اور ان کی کھالوں کے مشکیزے بنا لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا بات ہے (جو اب پیدا ہوگئی)؟ عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ بطور ذخیرہ نہ رکھا جائے آپ نے فرمایا گذشتہ سال میں نے صرف اس جماعت کی وجہ سے منع کیا تھا جو بقر عید کے موقع پر تمہارے پاس آگئی تھی۔ پس اب کھاؤ اور صدقہ کرو اور آئندہ کام آنے کے لئے بھی بطور ذخیرہ رکھ لو۔"

"حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو اس بات سے منع کیا تھا کہ تم قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاؤ' جس کا مقصد یہ تھا کہ اس گوشت میں تم سب کے لئے گنجائش ہو جائے (یعنی قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں سب

کو پہنچ جائے) اب اللہ نے رزق میں گنجائش دیدی ہے لہٰذا تم کھاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو اور صدقہ کر کے ثواب حاصل کرو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خبردار یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں۔ "

(ابوداؤد شریف)

جو شخص قربانی کرتا ہے وہ قربانی کے گوشت' کھال اور ہڈی ہر چیز کا مالک ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی فقیر یا مسکین کو کچھ بھی نہ دے' تب بھی قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ قربانی کا گوشت ایک تہائی خود اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے' ایک تہائی اپنے اعزا و اقربا اور اصحاب و احباب کو بطور ہدیہ دیدے اور ایک تہائی صدقہ کر دے۔ اسی طرح اگر وہ قربانی کی کھال خود ہی رکھ لے اور اپنے کام میں لے آئے مثلاً" مصلیٰ یا گھر کے استعمال کی کوئی اور چیز بنا لے' تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ قربانی کی کھال کو فروخت نہ کریں اور اگر فروخت کر دی تو اس کی قیمت کو کام میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ ہو یا صدقہ فطر یا قربانی کی کھال کی رقم' سید کو اور اس شخص کو نہیں دے سکتے جسکے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔

تنبیہہ۔ بہت سے لوگ قربانی کی کھال مسجدوں کی ضرورت کے لئے یا عید گاہ بنانے کے لئے یا قبرستان کی چار دیواری کے لئے دیدیتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان کاموں میں چرم قربانی کی رقم خرچ نہیں ہو سکتی۔ یہ رقم صرف ان ہی لوگوں کو دی جاسکتی ہے جن کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہو۔ بعض علاقوں میں امام مسجد کو قربانی کی کھالیں یا انکی قیمت امامت کی اجرت میں دیدیتے ہیں۔ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اماموں کی ماہانہ تنخواہ معمولی سی ہوتی ہے اور وہ عیدالفطر و بقر عید کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں' عید کے موقع پر محلّہ کا صدقہ فطر اور قربانی کی کھالیں سب ان کے سپرد کر دی جاتی ہیں اور وہ ان کو اپنی امامت کا عوض سمجھ کر سالانہ خدمت کے بدلے میں وصول کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ صدقہ فطر اور چرم قربانی کسی معاوضے میں دینا درست نہیں ہے۔ بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ چرم قربانی بیواؤں کا حق ہے۔ شرعاً" اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ ہاں اگر بیوہ زکوٰۃ لینے کی مستحق ہو تو وہ بھی دوسرے فقرا و مساکین کی طرح چرم قربانی کی رقم لے سکتی ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ چرم قربانی دینی مدرسوں میں جمع کرائی جائے تاکہ ان سے فقیر و مسکین اور نادار طلبا کے قیام و طعام' خوراک اور تعلیم کا بندوبست ہو سکے۔

مسئلہ۔ مالدار کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں اور اپنے نوکر چاکر کو دینا بھی درست ہے' لیکن کام کے بدلے اور محنت مزدوری کے معاوضے میں نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی نوکر غیر مسلم ہو تو اس کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں' بلکہ نوکر کے علاوہ کوئی پاس پڑوس کا کافر گوشت مانگے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے منت مانی کہ فلاں کام ہو جائے تو قربانی کروں گا اور پھر کام ہو جانے کے بعد